مروجہ اسلامی بینکاری کے حامیین (مجوزین) اور ناقدین (غیر مجوزین) اور ان کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Proponents and Critics of Islamic Banking and Their Thoughts

Dr. Mufti Imdadullah
Ph.D in Islamic Finance Interest Problems from Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore.

Prof. Dr. Muhammad Tahir Mustafa
Associate Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore.

Abstract
As much as the research, analysis, scholarly opinions, efforts and services of the Salaf and the Khalaf scholars and jurists regarding the proponent's Old and critics (non-proponents) of Islamic banking and their thoughts are taken into consideration, then each party supports their arguments and reservations. Although these considerations and arguments are justified to a certain extent, they are so confusing and confused that the common people's reader who wants a solution free of usurious problems in the prevailing Islamic banking system under Islamic financing cannot find a satisfactory answer Can't get it.
In the work that has been done so far concerning banking in Islamic financing, there is a difference of opinion regarding the extent of justification and illegitimacy of this work, which is still largely unresolved. Because a long time ago today, the world's leading scholars, muftis of the religion, eminent jurists and famous and well-known authoritative scholars and doctors offered their valuable academic services on Islamic financing and Islamic banking.
In the context of all these, it is right to say that the progress that has been made in the present era in stopping the usury invasion in the form of prevalent Islamic banking and financing has its right Shariah status based on the principle of Islamic jurisprudence.
Therefore, to eliminate or minimize these doubts and problems, the work that has been done so far is an analytical study of the proponents.
Keywords:
Conventional banking, Islamic banking, interest problems in prevailing Islamic banking, Shariah.

اسلامی بینکاری کے حامیین (مجوزین) اور ناقدین (غیر مجوزین) اور ان کے افکار سے متعلق جس قدر سلف و خلف علماء اور فقہاء کی تحقیق و تدقیق و علمی آراء و کاوشوں اور خدمات کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ہر فریق کے اپنے

موقف کی تائید میں ان کے دلائل اور تحفظات اگرچہ کسی حد تک حق بجانب ہیں لیکن اس قدر الجھاؤ اور گنجلک کا شکار ہیں کہ جسے عام وخاص قاری جو اسلامی تمویل (فائنانس) کے تحت مروجہ اسلامی بینکاری میں سودی اشکالات سے پاک حل چاہتا ہے اسے تسلی بخش جواب نہیں مل پاتا۔

اسلامی تمویل (فنانسنگ) میں بینکاری کے حوالہ سے اب تک جو کام ہو چکا ہے تو اس میں بھی جواز اور عدم جواز کی حد تک کے اس کام میں اختلاف رائے موجود ہے جو کافی حد تک تشنہ بر حل طل ہے۔ کیونکہ آج سے بہت مدت پہلے دنیا بھر کے جید علماء کرام ومفتیانِ دینِ متین اور فقہاءِ عظام اور مشہور ومعروف مستند اسکالرز اور ڈاکٹر حضرات نے اسلامی تمویل اور اسلامی بینکاری پر اپنی گرانقدر علمی خدمات پیش کی ہیں۔ ان سب کے تناظر میں یہ کہنا بجا ہے کہ موجودہ دور میں سودی یلغار کو روکنے میں جو پیش رفت مروجہ اسلامی بینکاری اور تمویل کی صورت میں ہوئی ہے اسکی شرعی حیثیت باعتبار اصول فقہ فرض کفایہ کے ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ "مَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ"[1]۔ (کسی واجب حکم پر عمل کرنے کی خاطر اگر کسی دوسرے جائز حکم کو اختیار کئے بغیر چارہ کار نہ ہو تو اس جائز معاملہ کو اختیار کر لینا بھی واجب ہے۔)

اصول فقہ کے اس کلیہ و قاعدہ کی مزید تائید وتوثیق فقہ اسلامی کے درج ذیل قواعد سے ملاحظہ فرمائیں۔

"الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ حَتَّى يَدُلَّ الدَّلِيلُ عَلَى التَّحْرِيمِ" [2]۔

یعنی اشیاء کی حلت وحرمت میں دراصل ان کا جائز ہونا فقط کافی ہے کیونکہ انسانی احتیاجات میں اصلاً تمام اشیاء واعمال اس وقت تک مباح ہیں جب تک ان کے بارے میں صراحتاً قرآن وسنت میں حرمت اور ممانعت کی دلیل موجود نہ ہو انہیں حرام یا گناہ کبیرہ نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح ان اشیاء کے مباح ہونے کی دوسری دلیل اصول فقہ کے اس مشہور قاعدہ سے ہے۔ "الضرورات تبيح المحظورات"[3]۔ یعنی ضرورتِ شدیدہ کے وقت ممنوعات بھی مباح اور جائز ہو جاتی ہیں۔

---

1 ولید بن راشد السعیدان، تلقیح الافہام العلیۃ بشرح القواعد الفقہیۃ (قاہرہ: دار اللؤلؤۃ للنشر والتوزیع)، ص186۔

2 عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین سیوطی (م: 911ھ)، الاشباہ والنظائر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1411ھ)، ج1ص60۔

3 محمد بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشی، المنثور فی القواعد (کویت: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ، 1405ھ)، ج1ص50۔

اس لئے اکثر علماء کرام کا مذکورہ بالا ان اصول فقہ کی روشنی میں کنوینشنل بینکنگ کے مدمقابل مروجہ اسلامی بینکنگ اور تمویل کو اختیار کرنا فرضِ کفایہ کے حکم میں ہے۔ لیکن اسلامی اصول تجارت کے عین اصولوں کے مطابق مروجہ اسلامی بینکنگ اور تمویل میں شبہات اور اشکالات کے پائے جانے کی وجہ سے اسے مکمل اسلامی بینکنگ یا تمویل نہیں کہا جاسکتا جس پر مزید تحقیقی کام کی ضرورت باقی ہے۔

چنانچہ ان شبہات اور اشکالات کو ختم کرنے یا کم سے کم حد تک لانے کی خاطر جو کام اب تک مروجہ اسلامی بینکاری اور تمویل کی صورت میں نظر آرہا ہے بعینہ یہی پیش رفت آج سے تقریباً کم وبیش ستر سال پہلے پاکستان بننے کے فوراً بعد ایک مشہور اسکالر شیخ احمد ارشاد رحمۃ اللہ ،ڈاکٹر محمد عزیز،ڈاکٹر انور اقبال قریشی رحمۃ اللہ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نامور استاد ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اور برصغیر سے باہر ڈاکٹر احمد النجار اور ڈاکٹر محمود ابو السعود نے اسلامی بینکاری اور اسلامی تمویل کا اولین کانسیپٹ متعدد کتابوں کی اشاعت کی صورت میں پیش کیا تھا۔

عملی صورت میں اس پر عمل درآمد پرنس محمد فیصل جو شاہ فیصل مرحوم کے صاحبزادے ہیں، 1975ء میں

اسلامی ترقیاتی بینکاری کی بنیاد ڈال کر پورا کیا۔ اور یوں رفتہ رفتہ بہت سے اسلامی بنوک قائم ہونے کی وجہ سے اسلامی بینکوں کا عالمی اتحاد 1977ء میں "الاتحاد الدولی لبنوک الاسلامیۃ" کے نام سے قائم ہوا تھا جس کی دستاویز میں باقاعدہ دستخطوں سے یہ طے کیا گیا کہ اسلامی بینکوں کے بنیادی قوانین اور اساسات میں یہ صراحت کی گئی کہ بینک اسلامی شریعت کے احکام کے مطابق عمل کریں گے اور کسی قسم کا سودی لین دین بالواسطہ یا بلاواسطہ نہیں کریں گے جس پر آج بھی بہت سے بینک عمل پیرا ہیں۔

نتیجتاً سنہ 1980ء سے سنہ 1992ء تک پوری اسلامی دنیا میں پچپن اسلامک بنک اور چونتیس سرمایہ کاری کی اسلامی کمپنیاں اور تین مالیاتی ہولڈنگ کمپنیاں وجود میں آگئیں۔

بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی اس عالمی اتحاد سے قبل غیر سرکاری سطح پر مصر کے ممتاز ماہرِ معیشت اسلامی اسکالر ڈاکٹر احمد النجار کی کوشش سے میت ِ غمر کے اسلامک بنک کا قیام ہے جو سنہ 1963ء میں قائم کیا گیا اور چار سال کے اندر ہی اس کی نو برانچیں پورے ملک میں قائم ہو گئیں لیکن سوئے تقدیر سرکاری اداروں کی عدم تعاون اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت کی وجہ سے اس بینک کی کارکردگی بہت متاثر ہوئی اور بہت جلد یہ بینک کمزوری کا شکار ہونے لگا۔ اس کے بعد 1971ء میں باقاعدہ سرکاری سطح پر پہلا اسلامی بنک مصری وزارتِ خزانہ کے زیر اہتمام بنک

ناصر الاجتماعی بھی مصر میں قائم ہوا جس کے یکے بعد دیگرے اسلامی ترقیاتی بینک 1975ء میں سعودیہ اور پھر دبئی اسلامی بینک قائم ہوا۔

سنہ 70ء کی دہائی کے بعد 1977ء سے 1985ء تک پاکستان میں اسلامی بینکاری کے عمل میں تیزی آئی، چنانچہ 1980ء میں شہید جنرل محمد ضیاء الحق کے قائم کردہ اسلامی نظریاتی کونسل کے تحت سب سے پہلے اور بڑے کام پر جو پیش رفت ہوئی وہ یہ کہ کنوینشنل بینکوں سے چھٹکارا کیسے حاصل کیا جائے جس پر اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک جامع رپورٹ مرتب کی جس پر تمام مسالک کے علماء کا اتفاق ہے۔ جس کی مکمل تفصیل اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ دسمبر 1983ء کے شمارہ "مجموعی سفارشات اسلامی نظامِ معیشت" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مختصراً جنرل ضیاء الحق رحمۃ اللہ نے 29 ستمبر 1977ء کو اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ ہدایت کی کہ وہ سود کے خاتمے کیلئے تجاویز اور دستاویزات پیش کرے چنانچہ اخلاص پر مبنی اس ہدایت کے نتیجہ میں 1978ء سے 1980ء تک اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے نتیجے میں بتدریج تین سالوں میں سودی اداروں کی تطہیر کا کام اس قدر تیزی سے شروع ہوا کہ ہاؤس بلڈنگ فائنانس کارپوریشن اور مزارعین کو غیر سودی قرضوں کے دینے کا اجراء شروع ہوا اور اتنی ہی تیزی سے بیوروکریسی کی مداخلت سے 19 نومبر 1991ء کے وفاقی شرعی عدالت کے 22 سودی قوانین کو کالعدم کرنے کے فیصلہ کو اس وقت کی بیوروکریسی اور حکومت نے سپریم کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کردی اور 2002ء میں سپریم کورٹ کے وفاقی شرعی عدالت کے حق میں دیئے ہوئے اپنے فیصلہ کو سپریم کورٹ کے ہی ایک بینچ نے کالعدم کردیا اور پھر ہنوز روزِ اول سے آج ہم اسی مرحلے پر کھڑے ہیں جس مرحلے پر 1980ء کے شروع وغیرہ میں تھے۔

لیکن باوجود اس فیصلہ کے الحمدللہ پاکستان میں کنوینشنل (روایتی) بینکاری کے ساتھ ساتھ باقاعدہ اسلامی بینکاری کو فروغ دینے کی اجازت دینے کا کریڈٹ اسٹیٹ بینک کے سابق گورنر عشرت حسین کو جاتا ہے جنہوں نے سنجیدگی اور اخلاص سے پاکستان میں اسلامی بینکاری کو فروغ دینے کی اجازت دی۔

لیکن سوئے قسمت اس وقت سے 1990ء کے عشرے کے اواخر تک پاکستان میں کوئی اسلامی بینک سرکاری یا غیر سرکاری سطح پر قائم نہ ہوسکا البتہ البرکہ بنک کی دو برانچیں محدود انداز کی حد تک قائم ہوئیں۔ اور دسمبر 1999ء میں وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل آف

پاکستان کی سفارشات کی روشنی میں اسلامی بینکاری کے اداروں کے قیام میں تیزی آئی جس کے نتیجہ میں ابتدائی طور پر فقط ملک سے اس خالص سودی کنوینشنل نظام سے نجات کی خاطر مروجہ اسلامی بینکاری نظام رائج کیا گیا جن میں سر فہرست میزان بینک کی ابتدا سنہ 2001ء میں ہوئی اور سات سال کے مختصر عرصہ میں اس کی شاخیں 166 کی تعداد کو پہنچ گئیں اور ساتھ ساتھ بینک اسلامی نے دو تین سال کے اندر 102 شاخیں قائم کرنے کا ریکارڈ قائم کیا لیکن سوئے اتفاق مروجہ اسلامی بینکاری کے متعلق تقریباً سات سال کے لمبے عرصہ تک خاموش رہنے والے اہل فتوٰی علماءِ کرام اور متعدد ملک کی مقتدر علمی شخصیاتِ کرام کے درمیان دو متضاد نظریے سامنے آئے۔

ایک نظریہ اس دعویٰ کے ساتھ کہ مروجہ اسلامی بینکاری اسلامی اصول تجارت کے عین مطابق ہے اور

دوسرا نظریہ کہ یہ مروجہ اسلامی بینکاری سراسر اسلامی اصولِ تجارت سے انحراف اور ڈھکوسلہ پر قائم ہے۔

حالانکہ یہ دونوں نظریے غلط ہیں نہ مروجہ اسلامی بینکاری سو فیصد معیاری ہے اور نہ بالکل ڈھکوسلہ ہے۔ البتہ اس مروجہ نظام کو احکامِ شریعت کے مطابق سو فیصد ڈھالنے میں وقت لگے گا اگر بیوروکریسی، حکومتیں اور اسٹیٹ بینک اس مروجہ اسلامی بینکاری اور تمویل میں رکاوٹ نہ بنیں اور تاجر برادری بلاسود بینکاری کو فروغ دے تو بہت جلد اس سودی بینکاری اور سودی تمویل سے جلد چھٹکارا حاصل کرنا ملک کے مقدر میں داخل ہے لیکن تاجر برادری کو اسلامی احکامِ تجارت پر عمل درآمد کرانے کے لئے آمادہ کرنا یہ علماء کرام کی ذمہ داری ہے یہ حکومتوں اور اسٹیٹ بینک کا کام نہیں[4]۔

اب قریب ہی بمورخہ 22 مئی 2022ء میں سودی پٹیشن سے متعلق تازہ ترین مثبت پیش رفت حکومتِ پاکستان کی طرف سے ہوئی کہ جس کے تحت پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے ۲۸/اپریل ۲۰۲۲ء کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کے ۲۳ دسمبر ۱۹۹۹ء کے فیصلے کی روشنی میں ایک بار پھر اپنے ۱۹۹۱ء کے اور پھر شریعت اپیلٹ بینچ کے ۱۹۹۹ء کے فیصلے سے انحراف نہ کرتے ہوئے 22 مئی 2022ء کو 31 سال کے طویل عرصہ کے بعد سود کی تمام شکلوں کو خلافِ اسلام قرار دے کر حکومت کو پابند کیا گیا ہے کہ پانچ سال کے اندر اندر تمام معاشی کاروبار کو سود سے پاک کیا جائے۔ اور ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ "سود کو انٹرسٹ (Interest) کہا

---

[4] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران، اکتوبر 2019ء)، ص 338 تا 343۔ (تلخیص)

جائے یا نفع، یا کسی قانون میں اسے کچھ اور کہا گیا ہو، اس کی تمام صورتیں حرمت سود کے زمرے میں آتی ہیں، قانون اور بینکاری صنعت میں اس کی کوئی بھی اصطلاح مستعمل ہو، سب حرام ہیں۔

اس تفصیل میں سود کا ایک اور انگریزی نام "یوژری" (Usury) بھی شامل ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے یوژری سمیت ان تمام سودی اقسام کو قرآن وسنت کے منافی قرار دے کر ان کے لین دین سے روک دیا ہے۔ یہ اس فیصلے کا سب سے مستحسن حصہ ہے۔

یہ فیصلہ ملکی نظام معیشت میں حُرمتِ سود کے فیصلے کو کافی حد تک یقینی بناتا ہے۔ فیصلے پر اخبارات وجرائد میں اور دیگر ذرائع ابلاغ پر داد وتحسین اور نقد وجرح کا عمل جاری وساری ہے۔ چونکہ یہ فیصلہ ملکی آئین وقانون کے مطابق ہے، اس لیے قرآن وسنت، اصولِ فقہ، عمرانی علوم اور اسلامی علوم کے ماہرین کی اس فیصلہ سے متعلق آراء کافی اہمیت کا درجہ رکھتی ہیں تو ساتھ ہی اس فیصلہ کے متعلق جائزہ میں تحقیقی وتدقیقی کردار ملکی معیشت، شماریات، تجارت، اکاؤنٹنگ، وفاق اور صوبوں کے تعلقات اور ایسے کئی شعبوں سے منسلک ماہرین بھی اس فیصلے سے لاتعلق نہیں، جن کی آراء بھی یقیناً اس فیصلہ سے متعلق اہمیت کی حامل ہیں۔

اسلامی بینکاری کا براہ راست تعلق چونکہ اسلامی تمویل (فنانسنگ) سے ہے چنانچہ ہم تمہیدی طور پر ان افکار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے سے قبل درج ذیل چند مباحث سے کریں گے۔

مبحث اول: کنوینشنل تمویل (عام فنانسنگ) کی تعریف

مبحث دوم: اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) کی تعریف

مبحث سوم: کنوینشنل تمویل (عام فنانسنگ) اور اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) میں فرق کی وضاحت

مبحث اول: کنوینشنل تمویل (عام فنانسنگ) کی تعریف

آزاد دائرۃ المعارف کے ملخص حوالہ کے مطابق تعارفی کلمات میں تمویل (فنانسنگ) یا مالیات (فائنانس) دونوں مترادف المعنی الفاظ ہیں جن کی لغوی اور اصطلاحی تشریح یہ ہے۔

""تمویل (فنانسنگ) کے اردو میں لغوی معنی حصہ کے ہیں یعنی مالیات میں مال کا کوئی حصہ مراد ہے اور حصہ جس کی جمع حصص، عربی میں سھم، فارسی میں سہم، انگریزی میں (Stock، Shares) الفاظ سے کی گئی ہے۔

فائنانس یا مالیات کے اصطلاحی معنی کل سرمایہ کاری کے کم سے کم حصے کو کہا جاتا ہے۔ کم سے کم حصہ کتنا ہو گا، اس کا تعین کسی کاروباری ادارے کی انتظامیہ پر منحصر ہے۔

ان حصص (Stock) کا جس بازار میں کاروبار ہوتا ہے اسے بازار حصص (Stock Market) یا سٹاک ایکسچینج (Stock Exchange) کہا جاتا ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

- انتخابی حصص (Voting Shares)
- عام حصص (Common Shares) "Money and asset management are called finance". زر (Money) اور اثاثہ جات (Assets) کے انتظام کو فائنانس کہا جاتا ہے[5]۔

کنوینشنل بینکوں میں انتخابی حصص (Voting Shares) کے کاروبار میں منتخب تجارتی اور صنعتی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے بنک اپنے لئے ایک موزوں نفع آور شکل کے حصص (Stock) کی خریداری کرتا ہے جس میں ایک مخصوص کم سے کم نفع یا واضح سود (Interest) کی بنیاد پر شرح سود کی ضمانت موجود ہوتی ہے۔

چنانچہ ان قلیل اور کثیر حصص (Stock) کے انتظام وانصرام کو فنانس کہا جاتا ہے اور فنانسنگ (تمویل) میں جو لاگت (Service Charges) کی تشریح ہے وہ یہ ہے۔

""معاشی اصطلاح میں کسی شے کے بنانے یا کسی خدمت کی فراہمی میں لگنے والے اخراجات کو لاگت (Service Charges) کے حکم میں لیا جاتا ہے۔ خرید و فروخت میں لاگت سے بڑھ کر حاصل ہونے والا پیسہ منافع (Profit) ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کم حاصل ہونے والا پیسہ نقصان (Lose) کہلاتا ہے۔

کسی بھی بڑے منصوبے کے شروع کرنے سے پہلے ماہرین کی رائے لی جاتی ہے اور لاگت طے کی جاتی ہے۔ ہر ملک کی حکومت کسی بھی تعمیری منصوبے (برج ہو یا سڑک) کے لیے لاگت طے کرتی ہے۔ پھر اس لاگت کو پورا کرنے کے لیے سالانہ بجٹ سے مالیہ فراہم کرتی ہے۔ کئی بار منظور کردہ بجٹ ناکافی ہوتا ہے۔ ایسے میں اضافی منظوری درکار ہوتی ہے۔ نظر ثانی شدہ بجٹ کی منظوری تک کام رک جاتا ہے۔ چنانچہ کاروبار کے شعبے میں کسی بھی صنعتی یا تجارتی ادارے کے قیام، مخصوص کاروبار چلانے کے لیے درکار سرمایہ لاگت ہوتا ہے۔ اس کی منصوبہ بندی

---

5 https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%AD%D8%B5%DB%81_(%D9%81%D9%86%D8%A7%D9%86%D8%B3)

کی جاتی ہے۔ اس کے لیے شخصی سرمایوں کی شراکت داری، داری، بینکوں کے قرض اور بازار حصص(Stock Market) وغیرہ کے سہارے کی ضرورت ہوسکتی ہے[6]۔

دنیاءِ معیشت میں اس وقت دو قسم کی فنانسنگ (تمویلات) زوروشور سے رائج ہیں۔ ایک امپورٹ فنانسنگ اور دوسری ایکسپورٹ فنانسنگ، مذکورہ ان دونوں تمویلی تجارتوں میں جانبین سے امپورٹر اور ایکسپورٹر کی ضرورت ہوتی ہے، ایکسپورٹر کو مال برآمد (منگوانے اور خرید) کرنے کے لئے جیسے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے بعینہ امپورٹر کو مال درآمد (بھیجنے) کے لئے مال کو فراہم کرنے کی خاطر پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے دونوں فریق کو اس تمویلی پراسس سے گزرنے کے لئے کسی مالیاتی ادارے یا کسی بینک سے مالی معاونت درکار ہوتی ہے جو بغیر سود(Interest) دنیا کے نظامِ معیشت میں رائج نہیں۔

چنانچہ اس قسم کی فنانسنگ کے دو مشہور طریقوں میں ایک پری شپمنٹ اور دوسری پوسٹ شپمنٹ فنانسنگ کہلاتی ہے اسلامی تمویل کی تعریف کے ضمن میں اس کا ذکر اجمالی طور پر کیا جائے گا۔

مبحث دوم: اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) کی تعریف

شرائع اسلام میں ہر وہ حلال کاروبار جو حلال ذرائع تجارت سے کہ جس کے اثاثوں میں اس کی کل سرمایہ کاری کا کم سے کم حصہ جو کہ بازار حصص(Stock Market)، سٹاک ایکسچینج(Stock Exchange) یا اسلامی بینکوں میں انتخابی حصص(Voting Shares) کی صورت میں ہو اسلامی تمویل یعنی اسلامی فنانسنگ کہلاتا ہے۔ اور اس انتخابی حصص کے کم سے کم حصہ کا تعین کسی کاروباری ادارے کی انتظامیہ کی صوابدید پر منحصر ہے۔

اور فقہ اسلامی کی اصطلاح میں تمویلِ اسلامی کا اطلاق ہر اس چیز یا مال کے کم سے کم حصہ یا مالیت پر کیا جاسکتا ہے جو عرف میں لوگوں کے ہاں قانونی طور پر اور مادی اعتبار سے شرعی طور پر قدر کا درجہ رکھتی ہو اور اسے مال متقوم (جس کی لوگوں کے ہاں قیمت ہو) متصور کیا جاتا ہو۔

فقہ حنفی میں مال کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے۔

"الْمالُ هو ما يَميل إليه طَبْعُ الإنْسانِ ويُمكِن ادخاره إلَى وقْت الحَاجة منقولًا كَانَ أوْ غَير منْقول"[7]۔

---

[6] https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%84%D8%A7%DA%AF%D8%AA

[7] مجموعہ مولفین، مجلۃ الاحکام العدلیۃ (کراچی: نور محمد کارخانہ)، ج1 ص31۔

(مال وہ ہے کہ جس کی طرف انسانی طبیعت کا میلان ہو تا ہو اور اس مال منقولہ یا غیر منقولہ کا حاجت کی خاطر ذخیرہ کرنا ممکن ہو۔)

ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ نے تمویل اسلامی میں مال کی تعریف نہایت ہی جامع انداز میں یوں کی ہے۔

مال وہ ہے جس کا حصول انسانی ذات کے ماسوا انسانی ضروریات زندگی میں مصلحت کا درجہ رکھتا ہو اور اپنے اختیار سے ملکیت اور خرچ کرنے کے اختیار سے ممکن ہو مال کہلاتا ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

"وفي الحَاوِي القُدْسِيِّ الْمَالُ اسْمٌ لِغَيْرِ الْآدَمِيِّ خُلِقَ لِمَصَالِحِ الْآدَمِيِّ وَأَمْكَنَ إحْرَازُهُ والتَّصَرُّفُ فيه على وَجْهِ الاخْتِيَارِ"[8]۔ (الحاوی القدسی میں ہے کہ مال کسی بندے کی ذات سے متعلق مال کا نام نہیں بلکہ مال وہ ہے جو کہ بندے کی مصلحت کی خاطر بنایا گیا ہو اور جسے جمع کرنے اور تصرف کرنے میں اختیار دیا گیا ہو۔)

اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) میں ایکسپورٹ فنانسنگ کا پہلا طریقہ

اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) میں ایکسپورٹ فنانسنگ کے مشہور دو طریقوں میں پہلا طریقہ پری شپمنٹ فنانسنگ کا ہے کہ جس کو اسلامک فنانسنگ (تمویلِ اسلامی) کے تحت ڈھالتے ہوئے پھر دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی بیع مشارکہ اور بیع مضاربہ کے تحت اسلامک ایکسپورٹ اور امپورٹ فنانسنگ کی جاتی ہے جس میں ایکسپورٹر (مال آرڈر پر تیار کرنے کی خاطر سرمایہ) کسی مالیاتی ادارہ یا بینک سے بیع مشارکہ کی صورت میں لے سکتا ہے جو عموماً یہی طریقہ رائج ہے، بیع مشارکہ میں بینک یا مالیاتی ادارہ اور ایکسپورٹر دونوں کی طرف سے سرمایہ ہوتا ہے اس لئے وہ متعین تناسب سے منافع کی تقسیم کا تقرر آپس میں کر سکتے ہیں جب کہ امپورٹر (آرڈر پر مال منگوانے والا) مال ملنے پر بینک کو رقم مہیا کرتا ہے تو ایسی پری شپمنٹ فنانسنگ بیع مشارکہ کے تحت جائز ہے جسے اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) کہتے ہیں۔

اسی طرح دوسری قسم میں جب ایکسپورٹر اور مالیاتی ادارہ یا بینک جب بیع مضاربہ کے تحت کہ جس میں بینک یا مالیاتی ادارہ کی طرف سے سرمایہ ہو اور ایکسپورٹر کی طرف سے فقط عمل اور مشقت ہو وہ بھی سود کے بغیر فنانسنگ

---

8 ابن نجیم حنفی، زین الدین (م: 970ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق (بیروت: دار المعرفۃ)، ج5ص277۔

کہلاتی ہے اگرچہ پری شپمنٹ فنانسنگ کے تحت زیادہ تر اسلامی فنانسنگ (اسلامی تمویل) فقط بیع مشارکہ کے تحت ہوتی ہے۔

اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) میں ایکسپورٹ فنانسنگ کا دوسرا طریقہ

ایکسپورٹ فنانسنگ کے مشہور دو طریقوں میں دوسرا طریقہ پوسٹ شپمنٹ فنانسنگ کا ہے کہ جس میں بل ڈسکائونٹنگ کے طریقہ کار کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ جسے اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) نہیں کہا جا سکتا کیونکہ کنونشنل بینکوں اور سودی مالیاتی اداروں کی طرف سے کسی ایکسپورٹر یا امپورٹر کو فوری رقم فراہم کرنے کے عوض بل میں کٹوتی کر لی جاتی ہے جو کہ بعد میں وہی بل کی پوری رقم امپورٹر سے وصول کر لیتا ہے اسے بل ڈسکاؤنٹنگ کہتے ہیں جو کہ سراسر سودی معاملہ ہے۔

اگرچہ اس پوسٹ شپمنٹ فنانسنگ کے جواز کی جو متبادل شرعی حل کی صورتیں جن علماءِ کرام نے پیش کیں ہیں ان شرائط کا امپلیمنٹ ایکسپورٹر یا امپورٹر کا مالیاتی اداروں یا بینک کے مابین کرنا فنانسنگ نہیں کہلاتا بلکہ ٹریڈنگ (تجارت) کہلاتا ہے جو کہ بینکنگ رولز کے تحت صحیح نہیں حالانکہ بینک کو ٹریڈ کرنے کی اجازت شرعی اصولوں پر ہونی چاہیئے جو کہ ان سودی اداروں اور بینکوں میں ممکن نہیں کیونکہ امپورٹر اور ایکسپورٹر کے درمیان جو تجارت ہے وہ کنوینشنل بینک یا سودی مالیاتی ادارے کے مابین جو کہ ایگریمنٹ ٹو سیل کا حصہ ہے وہ فقط وعدہ کے تحت اگرچہ تجارت ہی ہے لیکن ڈیبیٹ (حکومت کی طرف سے ملنے والی رعایت کا فائدہ) آخر کس کے لئے ہے اگر وہ ڈیبیٹ بطور انعام اس شخص کے لئے ہے جس نے باہر سے آرڈر حاصل کیا اور جس نے مال تیار کیا۔ لیکن ایکسپورٹر نے کسی مجبوری کے تحت وہ مال نہ بھیج سکنے کی وجہ سے بینک کو فروخت کر دیا، اور بینک نے وہ مال آگے اسی امپورٹر کو بھیج دیا تو اب اس ڈیبیٹ کا حق بینک کو ملنا چاہیئے تھا لیکن یہ ڈیبیٹ (رعایت) ایکسپورٹر کو ملتی ہے جو تجارت پر سود ہے اور ساتھ ہی بیع صفقتین علیٰ صفقۃ واحدہ اور شرکت فی الربح کے تحت ناجائز تجارت ہے لہٰذا پوسٹ شپمنٹ فنانسنگ کو اسلامی تمویل فنانسنگ نہیں کہہ سکتے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں۔

"لضرر البائع بعيب الشركة (كما يلزم البيع لو اشترى رجل عبدا من رجلين صفقة)واحدة (على أن الخيار لهما) للبائعين (فرضي أحدهما دون الآخر) فليس لأحدهما الانفراد إجازة أورداً خلافا لهما"[9]۔

(شرکت میں عیب کی وجہ سے نقصان بیچنے والے بائع کا ہے جس طرح لازم ہے اس بیع میں جو بندہ ایک غلام کو دو بندوں سے ایک بار خرید تا ہے کہ اس پر ان دونوں کیلئے خیار ہے (ایک راضی ہو گیا اور دوسرا راضی نہیں) دونوں میں کوئی منفرد نہیں ہو سکتا کہ بیچنے کی یا نہ بیچنے کی اجازت دی جائے۔)

ابن نجیم لکھتے ہیں۔

"لأن الشركة في الربح مستندة إلى العقد لا المال (وطولب المشتري) من شريكي العنان (بالثمن) أي: بثمن ما اشتراه لأنه العاقد- فقط"[10](کیونکہ شرکت منافع میں عقد کی طرف جاتی ہے نہ کہ مال کی طرف اور خریدار سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ان دو میں سے جسے چاہے خرید لے کیونکہ وہ عقد کرنے والا ہے۔)

شیئرز کی تمویلی حیثیت کا شرعی جائزہ

اسلامی تمویل میں شیئرز کی خریداری کے لئے فقہاء کرام نے اس کاروبار کو مطلقاً(Absolutely) حرام قرار دینے کی بجائے اس کے جائز ہونے کے لئے چند شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم کیا ہے۔

1۔جن میں پہلی شرط کمپنی کے شیئرز کے تحت کاروبار کا حلال اور پاک ہونا ضروری ہے یعنی کاروبار سودی لین دین، فرضی قبضہ اور کمار (جوا، سٹہ) جیسی بیوع سے پاک ہو اور شیئرز کے تحت خرید و فروخت ہونے والی اشیاء شراب، سور جیسی حرام اشیاء پر مشتمل نہ ہو۔

2۔دوسری شرط ان کمپنیوں کے شیئرز کے تحت اثاثہ جات (Assets) مکمل طور پر فقط نقدی پر مشتمل نہ ہوں بلکہ کم از کم ان اثاثہ جات کا جامد اشیاء مثلاً مشینری، عمارات، پراپرٹی کی صورت میں (20٪) بیس فیصد ہونا ضروری ہے۔ورنہ اثاثہ جات کا مکمل نقدی کی صورت میں (Face Value) درج شدہ یا مقرر شدہ قیمت سے کم یا زیادہ کی صورت میں فروخت کرنا سود ہو گا۔

---

9 محمد امین بن عمر، ابن عابدین (م:1252ھ)، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، 1412ھ)، ج1ص404۔

10 ابن نجیم، سراج الدین عمر (م:1005ھ)، النہر الفائق شرح کنز الدقائق (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1422ھ)، ج3ص301۔

3۔ تیسری شرط ان حصص (شیئرز) کے لئے یہ ہے کہ جب تک کسی کے شیئرز نقدی کی شکل میں موجود ہیں اور ان کی ان نقدی کے بدلے جامد اشیاء مشین ،بلڈنگ یا زمین نہیں خریدی گئی اس وقت تک اسی درج شدہ (Face Value) کی نقد قیمت میں کوئی اضافہ یا کمی نہ کی جائے ورنہ 100 (سو) روپے کے نقد شیئرز کو 110 (ایک سو دس) روپے میں فروخت کرنا سود ہو گا۔

4۔ چوتھی شرط ان حلال شیئرز کی اشیاء کے خرید و فروخت میں بالفرض اگر مالی معاملات میں مجبوراً کوئی سود کی رقم شامل ہو جائے مثلاً

سٹیٹ بینک آف پاکستان کی طرف سے تو اسے اپنے (Income Statement) گوشوارہ برائے آمدنی سے منہا (Deduct)

کر کے اسے بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کر دیا جائے اسے ان شیئرز کی مد میں شامل نہ کیا جائے۔

عصر حاضر میں اسلامی تمویل سے متعلق یہ چار درج بالا صورتیں دنیا میں رائج ہیں اور ان شرائط کے ساتھ یہ صورتیں غیر سودی بینکوں میں بطور اساس پائی جاتی ہیں۔

اسلامی تمویل (فنانسنگ) کے تحت اسلامی بینکاری کو فروغ دینے میں حکومت پاکستان کا خوش آئند اعلامیہ

اسلامی بینکاری کے حوالے سے لیٹسٹ ایس بی پی وژن 2020ء اقدامات کے تحت اسلامی بینکاری کے فروغ کا ذکر موجودہ حکومت کی طرف سے خوش آئند اعلامیہ ہے کہ جس کے تحت یہ کہا گیا کہ حتمی قرض دہندہ (Lender of last resort) کی حیثیت اور اس کے اطلاق کا جائزہ لینا تاکہ اسلامی بینکاری کے عملی خواص کی پابندی کی جائے اور اسلامی بینکاری کے فروغ اور اسے قابل عمل بنانے کے لئے درج ذیل تجاویز جو پیش کی گئیں وہ میرے مقالہ کے ریسرچ پرابلم یا میجر پرابلم کے حل میں کافی ممد و معاون ثابت ہوں گی، وہ تجاویز پی بی ایس کی ویب سائیڈ پیج کے ایس جی 2-ٹی او 3، ایس جی 4-ٹی او 4 کے تحت یہ ہیں۔

- "ڈپازٹ انشورنس اسکیم" کو فعال بنانا جس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسلامی بینکوں میں رکھی گئی امانتوں کا احاطہ کرنے کے لئے شریعت کے مطابق انتظامات کئے جائیں۔
- اسلامی بینکاری کے شعبے میں استحکام کے مسائل سے نمٹنے کے لئے موزوں قانونی فریم ورک کی تشکیل۔
- اسلامی بینکاری کے اسٹریٹیجک منصوبے پر عمل درآمد کی معاونت کرنا۔

- اسلامی مالیات (مالیات کی وصولی اور فراہمی، دونوں) کو قابل ذکر بنانے کی غرض سے طویل مدتی حکمت عملی پر عمل درآمد کرنا اور اس کے لئے مالیات کے شراکتی طریقوں کو فروغ دینا۔
- اسلامی مالیاتی خدمات میں علم اور استعداد میں اضافہ کرنا تاکہ ضوابط اور نگرانی کو بہتر بنایا جائے۔
- ایک اسلامی بین البنوک منڈی تشکیل دینا۔
- اسلامی مالیات میں سینٹرز آف ایکسی لینس قائم کرنا[11]۔

یہ سب حوالہ جات اور تلخیصی پیراگراف موضوع کے تعارف کی خاطر کافی حد تک شناسائی کا باعث ہیں کہ جس کے تحت اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور اسلامی بینکاری کے فروغ میں ملکی اور بین الاقوامی قانونی پیچیدگیوں اور اسلامی تمویل سے متعلق سودی اشکالات کے حل میں دیئے گئے تجزیات کی روشنی میں سودی تمویل اور کنوینشنل بینکنگ کے نظام کو اسلامی تمویل اور اسلامی بینکاری کے ڈھانچے میں بدلنے کے لئے مثبت پیش رفت ہو سکتی ہے جب کہ موضوع کی تعریف کے ضمن میں بینک دولت آف پاکستان نے اس امر کی متقاضی وجہ سطور بالا میں دو ٹوک واضح الفاظ میں کر دی ہے کہ آئین پاکستان میں اسلامائزیشن کے وسیع تر مفاد کے تناظر میں کم از کم صرف ایک شِق، سود سے پاک اسلامی بینکاری اور تجارت و معیشت کے فروغ کے لئے جامع اور مستند قانون سازی کے متفقہ بنیادی پہلوؤں پر مرتب معاشی پالیسی کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان حکومت وقت کی سرپرستی میں جلد وضع کرے کہ جس سے ملک کی اکانومی اسلامی اصولوں کے مطابق پروان چڑھ سکے اور معاشی استحصال اور سود کا خاتمہ ہو سکے۔

اس تمام تر سٹیٹ مینٹس کے باوجود موجودہ حکومت سود کے خاتمے کی تدابیر اختیار کرنے کی بجائے ملکی اور غیر ملکی اِنویسٹروں کے رجحان کو بڑھانے کی خاطر شرح سود کو بڑھا کر مزید سودی معیشت کو فروغ دیتے ہوئے الٹا اسے ملکی معیشت کی ترقی، مضبوطی اور استحکام کا نام دے رہی ہے جو سراسر اسلامی نظامِ معیشت کے خلاف خداوند کریم یا اس کے احکام کی بغاوت ہے جس پر حکومت اور بشمول تمام معاشی اداروں کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اس کنوینشنل بینکنگ اور سودی تمویل کے طریقہ کار سے ملکی ترقی کے خواب دیکھنا چھوڑ دے۔ مذکورہ جائزہ کا حوالہ گزشتہ سال 2020ء میں کووڈ-19 کرونا کے پھیلنے سے چند روز قبل کی سرکاری رپورٹ سے ملاحظہ فرمائیں۔

---

11 http://www.sbp.org.pk/spd/StrategicPlan-2020-Urd.pdf

پاکستان کے مرکزی بینک کے سربراہ رضا باقر نے اگلے دو ماہ کے لیے بھی سٹیٹ بینک آف پاکستان کی پالیسی ریٹ یا شرح سود کو پانچ سال کے ریکارڈ میں تیرہ اعشاریہ پچیس فیصد کی بلند سطح پر بر قرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

انٹرسٹ یا پالیسی ریٹ اس شرح کو کہتے ہیں جس پر مرکزی یا سٹیٹ بنک دیگر بینکوں اور مالیاتی اداروں کو قرضے جاری کرتا ہے۔ سٹیٹ بینک کی جانب سے سود کی شرح اتنی بلند سطح پر رکھنے کی وجہ سے ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاری نے بھی پچھلے چھ ماہ میں تاریخ کی بلند ترین سطح کو چھو لیا ہے[12]۔

مزید ازاں بمطابق 28 اپریل 2022 رپورٹر بی بی سی اردو ڈاٹ کام، اسلام آباد جناب بلال کریم مغل کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے جمعرات کو سود پر مبنی معاشی نظام کو اسلامی شریعت کے برخلاف قرار دیتے ہوئے حکم دیا ہے کہ ملک کے بینکاری نظام کو دسمبر سنہ 2027 تک مکمل طور پر سود سے پاک کیا جائے۔ عدالت نے حکومت کو ہدایت کی ہے کہ تمام قرض سود سے پاک نظام کے تحت لیے جائیں۔

سود پر مبنی نظام کے خلاف یہ درخواستیں 19 برس سے زیرِ سماعت تھیں۔ واضح رہے کہ اس سے قبل سنہ 1992 میں بھی وفاقی شرعی عدالت حکومتِ پاکستان کو حکم دے چکی ہے کہ ملک کے نظام کو چھ ماہ میں سود سے مکمل طور پر پاک کیا جائے۔ اس حکم نامے کے بعد پاکستان میں ایک مرتبہ پھر اسلامی بینکاری کا نظام زیرِ بحث ہے۔

واضح رہے کہ پاکستانی آئین کی شق 38 (ف) کے تحت "ربا" سود کا جلد از جلد خاتمہ لازم قرار دیا گیا ہے۔ ربا کا عمومی تصور ایسے سود کا ہے جو کسی قرض کے بدلے کسی شکل میں نفع حاصل کیا جائے۔ اسے اسلامی بینکاری میں استحصال پر مبنی تصور کیا جاتا ہے اور اسی طرح وفاقی شرعی عدالت نے بھی اپنے حکم نامہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ بینکوں کا قرض کی رقم سے زیادہ وصول کرنا "ربا" سود کے زمرے میں آتا ہے۔

کیا آئندہ برسوں میں سود سے مکمل طور پر پاک بینکاری رائج کرنا ممکن ہے؟ اس حوالے سے پاکستان کے صفِ اول کے بینکوں میں سے ایک کے اعلیٰ عہدیدار نے بی بی سی کو بتایا کہ مالیاتی نظام کو تبدیل کرنا آسان کام نہیں کیونکہ پاکستان میں فی الوقت قرضوں کے لین دین سے متعلق جو بھی قوانین ہیں وہ روایتی یا کنونشنل بینکاری پر مبنی ہیں۔

12 https://www.bbc.com/urdu/pakistan-51283896

اُنھوں نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ کہ اسلامی بینکاری کی فنانسنگ بھی ان ہی قوانین کے تحت جاری کی جاتی ہے، تبدیلی یہ کی جاتی ہے کہ روایتی بینکاری میں اسے قرض قرار دیا جاتا ہے جبکہ اسلامی بینکاری میں اثاثے کی ملکیت بینک اور صارف مشترکہ طور پر کرلیتے ہیں اور شراکت داری کے اصول کو اپنایا جاتا ہے۔

اس تمام تر مہیا تفصیلات کی روشنی میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ سود سے پاک اسلامی معیشت کے قیام میں جو بھی حکومت جس قدر مخلص کیوں نہ ہو جائے جب تک بیوروکریسی پاکستان میں اکانومی کی بنیاد سود سے پاک کرنے میں مخلص نہ ہو یہ کام پایہ تکمیل کو ہونا مشکل ہے۔

البتہ غیر سرکاری سطح پر موجودہ مروجہ جدید اسلامک بینکنگ جسے غیر سودی بینکاری سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کا زیادہ تر انحصار فقہی اجتہادات اور بالخصوص قیاس پر ہے، اس غیر سودی تمویلی اور بینکنگ ڈھانچہ کو مزید فعال اور خالص اسلامی اصولوں کے عین مطابق مکمل ڈھالنے کی اخلاص اور نیک نیتی سے علمی و عملی جدوجہد کے ساتھ مزید اس مروجہ اسلامی تمویل اور بینکنگ کے نظام کو علمی و تحقیقی بنیادوں پر جائزہ لینے کی اشد ضرورت ہے کہ کیا یہ تمام احکام و قوائد واقعی بیوع کے اسلامی اصولوں کے عین مطابق شرائط پر مبنی بر حق ہیں کہ جنہیں مضاربہ کی بنیاد پر جو بچت کھاتہ سسٹم (Saving Account System) کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں جس قدر مروجہ اسلامی بینکنگ اور تمویل (فنانسنگ) کے جواز کی جو اسلامی تطبیق پیش کی گئی ہے وہ واقعی عملی شکل میں بھی مروجہ اسلامی بینک اس کی ترویج و تنفیذ کر رہا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی تطبیق کو خود ساختہ اسلامی شق قرار دے کر بغیر کسی عملی صورت کے نفاذ کے کسی حرام یا مشتبہ طریقہ کار کو رائج کیا گیا ہو۔

اس لئے یہ جائزہ لینا ہو گا کہ مروجہ اسلامی بینکاری میں تجارتی اکاؤنٹ کھولنے کی بجائے صرف تمویلی طریقہ کار ہائے بینک کے تحت مضاربہ (Mudarabah) میں مضاربہ سرٹیفیکیٹ کا کلائنٹ کو دینا اور ساتھ ہی سرمایہ کاری میں کلائنٹ کو اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی مالیت سے بے خبر رکھنا اور مشارکہ (Partnership) کی صورت میں ڈیپازیٹر کے سرمایہ کو کم ویٹ اور اپنے حصہ مشارکت کے سرمایہ کو زیادہ ویٹ دینا اور پھر مشارکہ متناقصہ (Dimenshing Musharaka) کے تحت ایک معاہدہ میں دو معاہدوں کا پایا جانا، یعنی بینک کی طرف سے یہ وعدہ لینا کہ گاہک اس چیز میں بینک کے شئیرز اقساط میں بینک سے خریدے گا اور پھر اقساط کی عدم ادائیگی کی صورت میں جبری صدقہ کی وصولی کی شرط وغیرہ کا متعین کرنا اور یہی تمویلی صورت بعینہ بیع مرابحہ میں (LIBOR) یا

(KIBOR) جو کہ بینکنگ کی لینگویج میں شرح سود کے لئے (benchmark) کہلاتے ہیں اور مرابحہ میں "التورق المنظم" یعنی بیع میں کسی شکے وعدہ کی پابندی اور اجارہ میں اقساط کے طریقہ کار کے بجائے اجارہ منتھیہ بالتملیک (Ijara Muntahi Bi at tamleek) جیسے کافی اشکالات کو جنم دیتی ہیں اور اسی اصول بیع کے تحت اجارہ (Leasing/Hiring) میں ایک سودے کے اندر بیک وقت دو سودوں کو کرنے کی ممانعت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کیونکہ اس میں ایک بیع کرکے دوسری بیع کو ایجارہ کہہ کر کرایہ کا نام دیا جاتا ہے اور پھر اجارہ کی مدت کے اختتام پر ہدیہ کا وعدہ بھی درست ہے یا نہیں یہ سب وہ تحفظات اور اشکالات ہیں جن سب کا تحقیقی جائزہ واحاطہ مقالہ کے ابواب و فصول اور مباحث میں کلیدی حیثیت سے کیا گیا ہے۔

مبحث سوم: عام تمویل (کنونشنل فنانسنگ) اور اسلامی تمویل (اسلامک فنانسنگ) میں فرق کی وضاحت

اسلامی تمویل اور اس کے تحت مروجہ اسلامی بینکاری (غیر سودی بینکاری) میں اور سودی تمویل اور اس کے تحت کنونشنل بینکاری کے مابین بازار حصص (Stock Market)، سٹاک ایکسچینج (Stock Exchange) میں انتخابی حصص (Voting Shares)، عام حصص (Common Shares) کے کاروبار میں نفع اور نقصان کے تقسیم کار اور طریقہ کار میں سودی اور غیر سودی ہونے کا فرق ملاحظہ فرمائیں۔

- تمویل اسلامی میں بینک کلائنٹ کو حتمی منافع یا فکسڈ نفع دینے کا پابند نہیں ہوتا بلکہ نفع و نقصان دونوں کے احتمال سے شریک ہوتا ہے جبکہ غیر اسلامی تمویل میں بینک کلائنٹ کو فکسڈ نفع سود کی شکل میں دینے کا پابند ہوتا ہے چاہے جائیکہ کاروبار ہو یا نہ ہو یا کاروبار میں نقصان آئے۔
- تمویل اسلامی میں کسی بھی تجارتی کمپنیوں کے کاروبار میں منافع کی شرح متعین نہیں کی جاتی ہاں البتہ ہر سال کا کل منافع تمام حصہ داروں میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے اور اگر بالفرض اسی سال کاروبارِ حصص میں نقصان ہو جائے تو اسے اصل حصص میں فوری تلافی کی بجائے آنے والے دوسرے سال کے منافع میں ڈیٹکٹ (منہا یعنی نکال) کر دیا جاتا ہے۔ جب کہ کنونشنل بینکوں میں انتخابی حصص (Voting Shares) کے کاروبار میں منتخب تجارتی اور صنعتی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے بنک اپنے لئے ایک موزوں نفع آور شکل کے حصص (Stock) کی خریداری کرتا ہے جس میں ایک مخصوص کم سے کم نفع یا واضح سود (Interest) کی بنیاد پر شرح سود کی ضمانت موجود ہوتی ہے، جو نفع اور نقصان

سے ہٹ کر فکسڈ منافع کی صورت میں متعین ہوتی ہے جو کہ شرعاً سود ہے (تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی)۔

چنانچہ فقہ اسلامی میں برابری کی بنیاد پر ہر سال کے آخر میں منافع کی تقسیم میں حصص کا متعین حصہ اس غرض سے مقرر کرنے میں بینک کی طرف سے اس قسم کے کاروبار حصص کی شرعی تقسیم کار کے جواز میں اس کی گنجائش موجود ہے جس پر جرح وتعدیل اور تحقیق وتدقیق سے سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

- تمویل اسلامی میں تجارت کی متعدد اقسام ہیں جن کے تحت نفع ونقصان میں بینک کلائنٹ کے ساتھ مختلف معاملات کرتا ہے مثلاً مضاربت، مشارکت، مرابحہ، ایجارہ وغیرہ جبکہ غیر اسلامی تمویل میں تجارت کی مختلف سودی سکیموں کو متعارف کرایا جاتا ہے جس میں نفع ونقصان کا کوئی اسلامی طریقہ یا ضابطہ فقہ اسلامی کے قوانین کے مطابق نہیں ہوتا، فقط سودی سکیموں کے اجراء سے نفع کے حصول کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ جبکہ تمویل اسلامی میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال یقینی ہوتا ہے۔
- تمویل اسلامی میں مضاربت کے تحت ایک انویسٹر اپنے سرمایہ کو کاروبار میں لگا کر آنے والے منافع میں باقاعدہ طے شدہ نسبت سے منافع کی تقسیم کرتا ہے اگر منافع نہ آئے تو وہ سرمایہ دینے والا نفع کا مطالبہ نہیں کرتا اور شرعاً بھی اسے مطالبہ کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نقصان آنے کی صورت میں اگر سرمایہ کار مضاربت کو قائم رکھنا چاہے تو مزید آنے والے منافع سے اپنے نقصان کو پورا کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جبکہ غیر اسلامی تمویل میں کنوینشنل بینکوں کے ہاں تجارت کے ایسے شرعی اصول مقرر نہیں بلکہ پیشگی حتمی منافع کو یقینی بتا کر کلائنٹ کو دیا جاتا ہے جو کہ معاشیات کے اصول کے مطابق بھی کسی مشقت کے بغیر عوضاً منافع دینا صحیح نہیں۔
- تمویل اسلامی میں مرابحہ کے تحت خرید وفروخت مروجہ اسلامی بینکوں میں مرابحہ فنانسنگ (Financing Murabaha) کے نام سے متعارف ہے جبکہ کنوینشنل بینکوں میں انٹرسٹ بیس فنانسنگ (Interest based Financing) کی صورت میں متعارف ہے حالانکہ اس کے درمیان بنیادی فرق مخاطرات (Risk) کا ہے کیونکہ کنوینشنل بینک کرنسی اور نقدی کی شکل میں قرض دیتے ہیں

اور اس میں سود کی ایک متعین رقم کلائینٹ سے وصول کرتے ہیں اور اس قرض میں کسی قسم کے نقصان کا کوئی خطرہ کنوینشنل بینک کے ذمہ نہیں ہوتا جبکہ مرابحہ میں مروجہ اسلامی بینک اپنے کلائنٹ کو نقدی قرض میں دینے کی بجائے سامان (گاڑی یا مکان یا کوئی مشینری) خریدتے ہیں اور پھر اس سامان کے مالک بن کر یا تسلیم قبضہ کرکے پھر اس سامان کو اپنے کلائنٹ پر جب بیچتے ہیں تو اس دوران جس نقصان کا بینک کو اندیشہ ہوتا ہے اسے رسک کہتے ہیں اور اس رسک کی ذمہ داری مروجہ اسلامی بینک اپنے ذمہ لیتا ہے یہی وہ رسک (Risk) یعنی اندیشہ ہے کہ جس کی بنا پر مروجہ اسلامی بینکاری کو ربا کی بجائے ربح کہا جاتا ہے جو نقدی کی بجائے سامان اور نقصان کے اندیشہ پر قائم ہے، کیونکہ ضمانت اور رسک حقیقی خرید و فروخت میں واقع ہو سکتی ہے نہ کہ کاغذی بیع یا کرنسی کی خرید و فروخت میں! اس لئے تمویل اسلامی میں مرابحہ کے تحت اس خرید و فروخت کو سودی نہیں کہا جا سکتا البتہ مرابحہ کے تحت اس تجارت کے عین اسلامی ہونے میں تحفظات ہیں۔

- کنوینشنل بینکوں کی طرف سے جاری شدہ مروجہ صکوک میں نقصان کا سرے سے ذکر ہی نہیں اور منافع میں اصل زر پر فکسڈ منافع طے کیا جاتا ہے یا منافع آنے کی صورت میں فی صد منافع طے نہیں کیا جاتا اور صکوک بانڈز بغیر کسی رسک کے بینک کے پس پیشگی ضمانت سے محفوظ ہوتے ہیں یعنی عام تمویل میں ملک کے اندر مروجہ صکوک بانڈز جو کہ کنوینشنل بینکوں کی طرف سے جاری شدہ ہیں وہ سودی بینکاری میں حکومت کی طرف سے بطور دستاویز، بانڈز، ڈیبنچرز یا سرٹیفکیٹ کی صورت میں قرض کی حیثیت سے جاری کئے جاتے ہیں جو فکسڈ منافع کے ساتھ اور بغیر رسک کے بینک کے پاس محفوظ ہوتے ہیں جو سراسر سود کے حکم میں ہیں ہاں البتہ اگر ان کو مکمل طور پر کسی پروجیکٹ یا حقیقی ایسٹس (اثاثوں) کا حصہ بنا دیا جائے اور پھر مشارکہ صکوک، مضاربہ صکوک یا اجارہ صکوک کے تحت انہیں جاری کیا جائے تو اس فرق کے ساتھ اسلامی تمویل میں ان کی اجازت ہے۔
- عام تمویل میں زمین اور محنت کی حیثیت ثانوی ہے جبکہ اسلامی تمویل میں زمین اور محنت کے ذریعے حلال کام سے پیسہ کمانا بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

قرضوں کے لین دین اور اشیاء کی خرید و فروخت کے اعتبار سے فرق کی وضاحت

- اسٹیٹ بینک اپنے ذیلی کنوینشنل بینکوں اور بعض نجی و سرکاری اداروں کو قرضے فراہم کرنے اور تمسکات کی خرید و فروخت میں سودی لین دین سے کام لیتا ہے جبکہ غیر سودی بینک، اسٹیٹ بینک سے اور عالمی بینک سے کوئی قرض سود پر نہیں لیتے اور نہ دیتے ہیں اور نہ کسی نجی یا سرکاری ادارے کو سودی قرض فراہم کرتے ہیں اور نہ سرکاری یا نجی تمسکات سود پر خریدتے ہیں جبکہ سودی قرضوں کی اس پالیسی کو اپنانے پر اس قسم کی کوئی پابندی غیر سودی بینکوں پر عائد نہیں[13]۔
- اسٹیٹ بینک کے قانون کے مطابق کنوینشنل بینکوں کو سرمایہ کا کچھ حصہ سودی قرض کے طور پر ان کے پاس رکھنا ضروری ہے جس پر اسٹیٹ بینک انہیں سود ادا کرتا ہے جبکہ غیر سودی بینک اس تمویلی پابندی کے تحت کچھ سرمایہ اسٹیٹ بینک میں رکھنے کے باوجود کوئی ایک پیسہ بھی سود کی مد میں وصول نہیں کرتے، بلکہ سرمایہ اس طرح رکھواتے ہیں جیسے عام مسلمان اپنی رقمیں کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھواتے ہیں۔ اسی طرح کنوینشنل بینکوں کو خاص حالات میں تمویل حاصل کرنے کی اجازت ہوتی ہے، مگر غیر سودی بینکوں کے لئے شرکت پر مبنی الگ طریق کار ہے جس میں سود نہیں ہوتا[14]۔
- اسلامی تمویل اور سودی تمویل میں بینکنگ کے حوالہ سے ایک فرق قارض اور مقروض کے درمیان مالِ رہن کا ہے۔ کنوینشنل بینکوں میں مالِ رہن چونکہ اکثر علماء عصر کے نزدیک ضمانت کی ایک قسم ہے اور قرض کے حکم میں ہے اس لئے کنوینشنل بینک اس میں تصرف کرتے ہے چنانچہ کنوینشنل بینکوں میں رہن کا مال امانت کے حکم میں نہیں ہو سکتا بلکہ قرض کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ بینک اس رہن کا تاوان دینے کے پابند ہوتے ہیں۔ جب کہ غیر سودی بینکنگ میں سرے سے نقدی میں قرض دینے کا معاملہ ہی نہیں ہے کہ جس پر مال رھن کا اطلاق ہو۔
- مالِ ضمانت دراصل قرض ہے اور مالِ قرض کے ضائع یا نقصان پر تاوان ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ تمام کنوینشنل بینک اس کلائنٹ کے مالِ رہن میں تصرف کرتے ہیں اور پھر اس کی واپسی اور تاوان

---

13 مفتی محمد تقی عثمانی، غیر سودی بینکاری (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، جولائی 2009ء)، ص57 تا 59۔ (تلخیص)

14 ایضاً، ص58۔ (تلخیص)

کے ذمہ دار ہوتے ہیں جبکہ شرعاً رہن کا مال امانت ہے چنانچہ قارض کے لئے شرعاً اس مالِ رہن کا استعمال میں لانا منع ہے ہاں البتہ فقط اس امانت کی حفاظت پر عائد خرچہ کی ذمہ داری راہن (رہن رکھوانے والے) پر عائد ہوتی ہے اس کے ماسوا امانت کے از خود حادثاتی یا قدرتی آفت سے ضائع ہونے پر مرتہن (رہن رکھنے والے بینک یا فرد) پر تاوان عائد نہیں ہوتا جبکہ کنوینشنل بینک تاوان دینے کا پابند ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بینک کے پاس یہ مالِ رہن قرض کے حکم میں ہے امانت کے حکم میں نہیں لہٰذا بینک کا مال رہن کے قرض ہونے کی وجہ سے لفظی اور فرضی راہن کو کسی قسم کا فائدہ دینا حدیث مشہور "كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا"[15]۔ جس قرض پر نفع کا حصول ہو وہ قرض کا معاملہ سود پر ہے۔ جبکہ غیر سودی بینک سرے سے قرض دینے یا لینے کا معاملہ ہی نہیں کرتے اگرچہ قرض دینے کا حکم صراحتاً قرآنی نص سے ثابت ہے جس پر ایک الگ بحث ہے۔

- کنوینشنل بینکوں میں کرنٹ اکاؤنٹ کے علاوہ سیونگ اکاؤنٹ اور فکس ڈیپازٹ اکاؤنٹ کے تحت اپنے کلائینٹ سے سودی قرضہ لے کر اس کے سرمایہ کی پیشگی حفاظت اور مکمل واپسی کے ساتھ مقررہ وقت پر اسے اضافی مارک اپ (Mark Up) دیتا ہے جبکہ اس کے برعکس مروجہ اسلامی بینک اپنے کلائینٹ کو نفع بخش اکاؤنٹ میں مضاربہ یا مشارکہ کی شرعی تجارت کے تحت جو رقم وصول کرتا ہے اس کا حکم امانت کا ہوتا ہے جو بینک کی طرف سے از خود زیادتی کے بغیر اگر وہ رقم ہلاک یا ضائع ہو جائے تو بینک اس کی ادائیگی کا ضامن نہیں ہوتا اور ساتھ ہی اس تجارت میں اپنے ڈیپازیٹر کلائینٹ کو اپنی تجارت سے آگاہ رکھتا ہے اور اپنے تمویلی طریقوں میں مثلاً مرابحہ، اجارہ، اور مشارکہ وغیرہ میں اس تجارت کے نفع ونقصان میں شریک کرتے ہوئے منافع میں طے شدہ تناسب (Proportional) کے تحت معاملہ کرتا ہے اور اپنے ڈیپازیٹر کو کوئی فکسڈ منافع ادا نہیں کرتا۔

---

15 احمد بن علی، ابن حجر العسقلانی (م:852ھ)، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية (سعودی عرب: دار العاصمة، 1419ھ)، ج7ص362۔

خلاصہ کلام: مذکورہ بالا قرضوں کے اعتبار سے یہی وہ بنیادی فروق ہیں جو کنونشنل اور غیر سودی بینکوں کے مابین واضح ہیں جبکہ غیر سودی بینکوں کے ہاں قرض دینا یا لینا سرے سے ہے ہی نہیں تو جب سرے سے عالمی بینک اور اسٹیٹ بینک سے قرض لینے کا کوئی تصور ہی نہیں تو سود کا احتمال ہی نہیں۔

ایک سطحی اعتراض معترضین کے نزدیک عام طور پر جو کیا جاتا ہے کہ اسلامی تمویل اور سودی تمویل میں بینکنگ کے حوالہ سے کوئی فرق نہیں، ایک غیر جانبدار تجزیہ نگار کی حیثیت سے اس کا جواب ایک مثال سے دینا نہایت مناسب ہو گا۔ کہ جب کوئی دو مسلمان شخص علیحدہ علیحدہ کسی حلال جانور کو ذبح کریں اور ان میں ایک شخص دانستہ تکبیر نہ پڑھے اور دوسرا نادانستہ تکبیر نہ پڑھے، تو ظاہر ہے جس نے دانستہ (جان بوجھ کر) تکبیر چھوڑی اس کا ذبیحہ حرام ہے اور جس نے نادانستہ (بھول کر) اگر تکبیر نہیں پڑھی تو اس کا ذبیحہ حلال ہے بعینہ اسلامی تمویل اور سودی تمویل کے تحت غیر سودی بینکنگ اور کنوینشنل بینکنگ کے درمیان اس غیر معمولی فرق کو اس مثال سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

لیکن اس فرق کے باوجود مروجہ اسلامی بینکاری (غیر سودی بینکاری) سسٹم کو قطعاً مکمل اسلامی بینکاری اور اسلامی تمویل (فنانسنگ) نہیں کہہ سکتے البتہ مروجہ اسلامی بینکاری (غیر سودی بینکاری) اور اس کے تحت فنانسنگ کو اسلامی بینکاری اور فنانسنگ کی طرف ایک مثبت پیش رفت کہا جا سکتا ہے، حقیقت میں اسلامی بینکاری کا مربوط نظام نہیں۔

مختصراً اسلامی بینکاری کے حامیین اور ناقدین اور ان کے افکار کا اجمالی تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے کے بعد اب تک اس موضوع پر اور اس موضوع سے متعلق سودی اشکالات کے جائزہ پر متعدد ضخیم جلدوں میں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر اس قدر علمی مواد کے پھیلاؤ کے ساتھ لکھ دی گئی ہیں کہ جس میں سوائے اپنی رائے کی تائید یا مخالف فریق پر تنقید کے رنگ کا زیادہ عنصر غالب نظر آتا ہے یا اپنی رائے کی تائید میں یا مخالف فریق کی طرف سے اٹھائے گئے اشکالات کے تحفظ میں افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے یہاں تک کہ بعض مخالفین مروجہ اسلامی بینکاری نے عقلی دلائل اور سطحی اعتراضات کا اس قدر سہارا لیا کہ خالص سودی کنوینشنل بینکاری کو ان کے ان سطحی دلائل نے جواز کا درجہ فراہم کرنے کا موقع دیا اور بعینہ اس کے برعکس مجوزین مروجہ اسلامی بینکاری کے بعض حامیین نے اسے عین اسلامی بینکاری قرار دینے میں بعض مبہم سودی اشکالات کے تحفظ میں غیر فقہی تاویلات کا سہارا لیا کہ جس کی وجہ

سے اسلامی معیشت کے بنیادی اصولوں اور فقہی قوانین پر عدم اعتماد کی فضا کے قائم ہونے کا سنگین خطرہ محسوس کیا گیا۔ جس کا تدارک کرنا بہت ضروری ہے۔

اسلام نے ہر ان وسائل اور اسباب وذرائع کو اختیار کرنے سے ہر مسلمان کو سختی سے بچنے کی تاکید و تلقین کی ہے جو حرام بیوع اور عین ربوا کی طرف لے جاتی ہوں بلکہ ان تمام بیوعات اور معاملات سے بھی حتی الوسع بچنے کی تنصیح و تنضیح کی ہے کہ جن میں ربوا کے پائے جانے کا شبہ بھی موجود ہو۔

اسلامی تمویل (اسلامی فائنانس) کے تحت مروجہ اسلامی بینکاری میں بعض معاملاتِ بیع عین سود تو نہیں لیکن سود کے دروازہ تک پہنچنے اور کھولنے کے خطرہ کو ثابت کرتے ہیں، اور خصوصاً موجودہ جدید دور کے نت نئے تقاضوں کے حصول کی خاطر ان نام نہاد سودی سکیموں کو خود ساختہ مجبوری کا لبادہ اوڑھ کر اور اضطراری کیفیات کا بہانہ بنا کر بطور آڑ غلط اور من گھڑت روایات اور غلط حیلوں اور تاویلات کا سہارا لے کر امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سودی دلدل میں پھنسانے کی کوشش جاری وساری ہے جس کا نتیجہ آج دن بدن مختلف سود کے تحت چلنے والے تجارتی اداروں اور بینکنگ سکیموں میں سودی کاروبار اور لین دین کو زور وشور سے بڑھایا اور فروغ دیا جارہا ہے جس کی وجہ سے ایک عام سادہ لوح مسلمان کے لئے غلط تاویلات اور حیلوں سے مرقع ومرصع سودی معاملاتِ بیع سے بچنا اور پھر ان کے درمیان حلال وحرام، جائز وناجائز تجارتوں کے درمیان فرق اور امتیاز کرنا نہایت مشکل ترین مرحلہ ہو گیا ہے۔

تمویل (فنانسنگ) سے متعلق زیادہ تر کاروبار براہ راست روزمرہ معاشی معاملات زندگی کے اعتبار سے وسیع وعریض پیمانہ پر پھیلا ہوا ہے، جو نہ صرف بازاروں، مارکیٹوں میں چھوٹے تاجروں کی حد تک بلکہ فنانسنگ میں بالخصوص کمرشل بینکوں، مالیاتی اداروں، اور مائیکروفائنانس سے ہوتے ہوئے کارخانوں، اور اسٹاک ایکسچینج منڈیوں، منی چینجروں میں بڑے تاجروں کے لین دین کی حد تک پھیل چکا ہے۔

چنانچہ تمویل (فنانسنگ) سے متعلق دنیا کے گلوبل ویلیج بننے کی وجہ سے تمویل اسلامی اور اسلامی بینکاری (غیر سودی بینکاری) میں جہاں لین دین کے جدید اور قدیم متعدد طریقوں پر جب جرح وتنقید، بحث وتمحیص، اعتراضات وجوابات کو زیر بحث لایا گیا تو وہاں زیادہ تر سودی تمویل کو فروغ دینے والی کمپنیوں اور کنوینشنل بینکوں نے غلط تاویلات اور من گھڑت روایات کا سہارا لے کر اسلامی تمویل کو شکوک وشبہات اور الجھاؤ کا شکار بنا کر

اس قدر اشکالات کا پلندرہ بنادیا کہ عوام تو عوام خواص بھی ان اشکالات کی دلدل میں پھنس کر تذبذب کا شکار ہو گئے کہ وہ اب سودی اور غیر سودی تمویل کے درمیان فرق کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

فلھذا ان تمام اشکالات اور الجھاؤ کا شکار مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں آسان جائزہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے اور فقہاء امت کے ان مشکل اور پیچیدہ اختلافی مسائل کا مدلل اور جامع مختصر تجزیات اور نتائج اخذ کیے جائیں تاکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معاشی مسائل میں جس تذبذب اور شکوک وشبہات کا شکار ہیں اس سے خلاصی پاسکیں۔

اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور اس کے تحت اسلامی بینکاری موجودہ دور کی اہم ضرورت ہے کیونکہ غریب ومزدور کو کوئی ایسا نظام چاہئے جس میں ان کا استحصال نہ ہو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی تمویلی (فنانسنگ) یا بینکنگ نظام انسان کو اگر مساوات کے راستے پر لے جانے کی قانونی اور اخلاقی جرات رکھتا ہے تو وہ اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور اس کے تحت اسلامی بینکنگ کا نظام ہے جس کا نفاذ اب ناگزیر ہے۔

اسلامی مالیاتی نظام میں بہت سے ایسے معاملات ہیں جن پر فقہی اشکالات وارد کیے گئے ہیں۔ مثلاً سیکیورٹی ڈپازٹ کی شرط، بیع صفقہ علیٰ صفقہ، شرکت فی الربح پر اعتراضات اور ان کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ۔

بحیثیت مسلمان اور بحیثیت پاکستانی (پاکستان کے وجود کا نظریاتی اساس پر ہونے کی وجہ سے) ہمیں اپنی ملکی معیشت کو شرعی اصولوں پر استوار کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔

اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور اس کے تحت اسلامی بینکاری کی اہمیت وضرورت پر بمورخہ 22/11/2019 وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان اور گورنر اسٹیٹ بینک نے اپنے خصوصی ملکی معیشت کے اجلاس میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مذہبی رجحان کے پیش نظر اس وقت 16 فیصد آبادی کنوینشنل بینکنگ سہولیات استعمال کرتی ہے لہٰذا آئندہ پانچ سال کے لئے جامع پلان بنایا جائے جس کے تحت اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور اس کے تحت اسلامی بینکاری اور ڈیجیٹل پیمنٹ کو فروغ دیا جائے۔

اسلامی تمویل (فنانسنگ) کے متبادل تمویلی طریقے (mode Of Financing) مرابحہ اور اجارہ کی بجائے مضاربہ اور مشارکہ اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور غیر سودی بینکاری کی اصل اساس ہیں۔ اس لئے یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ اسلامی نظام معیشت کے پورے اثرات معاشرے پر اسی صورت میں نظر آئیں گے جب غیر سودی

بینکاری اپنی انوسٹمنٹ کی بنیاد مرابحہ اور اجارہ کی بجائے مضاربہ اور مشارکہ کی بنیاد پر استوار کرے گی، جو اسلامی تمویل (فنانسنگ) کے اصل تمویلی طریقے (Mode Of Financing) ہیں، کہ جن کی عملی تنفیذ کی شکل میں پھر کسی قسم کی سودی ابہام اور اشکال کے پائے جانے کا شبہ باقی نہیں رہتا۔

چنانچہ اپنے اس تجزیہ کی تصدیق میں مشہور اسلامی اسکالر جناب مولانا محمد عیسیٰ منصوری صاحب کا امریکہ کے موجودہ اقتصادی اور بینکنگ بحران کے بارے میں اپنے مضمون بعنوان "سرمایہ دارانہ نظام کے پیدا کردہ بحران، اسباب اور حل" میں اسلامی بینکنگ کے بارے اعتدال پر مبنی تجزیہ "ماہنامہ الشریعہ" سے ملاحظہ فرمائیں۔

"یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دنیا میں پھیلے ہوئے غیر سودی یا اسلامی بینک اس بحران سے پوری طرح محفوظ ہیں۔ اگرچہ میرے نزدیک موجودہ اسلامی بینک سو فیصد اسلامی نہیں، البتہ اسلام کے مبارک اقتصادی نظام کی طرف ایک کوشش ضرور کہی جاسکتی ہے۔ اس عالمگیریت کے دور میں جب دنیا سکڑ کر ایک گاؤں بن گئی ہے، عالمی اقتصادی نظام پر مغربی سرمایہ داروں کا غلبہ و تسلط قائم ہے، اس منحوس نظام سے پوری طرح آزاد ہو کر مکمل طور پر اسلامی معاشی نظام اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک پوری اسلامی دنیا ہمت کر کے ایک ساتھ اس مبارک غیر سودی نظام کو اپنانے کا فیصلہ نہ کرلے"[16]۔

جہاں تک عام تمویلی نظام میں بنیادی اہمیت کا حامل نظام، نظامِ بینکاری ہے اور اس نظامِ بینکاری میں تمویلِ اسلامی (اسلامک فنانس) انتہائی دقیق اور حساس مسائل پر محیط ایک نظام ہے، جس کی مروجہ شکل اسلامی بینکاری یعنی غیر سودی نظامِ بینکاری ہے جو کہ مروجہ اسلامی مالیاتی و بینکاری نظام کو خالص اسلامی مالیاتی اور بینکاری نظام کے حقیقی سانچہ اور ڈھانچہ میں ڈھالنے کی خاطر اولین کاوش ہے اور اس کاوش کو مکمل شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ڈھالنے کے لئے فقہی اجتہادات اور صحابہ کرام کے آثار اور فقہاء کے فقہی تطبیقات و تاویلات اور عرفِ شرعی کے تحت تعاملُ الناس کے مطالعہ و حوالہ سے اس کے جواز اور رفع اشکالات کی خاطر اصولی جائزہ لینے کی از حد ضرورت ہے۔

دور حاضر میں باوجود کثرت علم کے، لوگ بے عملی اور اسلام سے عدم توجہی کا شکار ہیں، دیکھنے میں اکثر سودے اس لئے خسارے پر مبنی ہیں جن کے لین دین حرام کمائی پر منحصر ہیں یا سود کی ناپاک غلیظ اور اللہ اور اس

---

16 پروفیسر عبد الرؤف، "اسلامی بینکنگ پر اختلافات۔ اکابر علماء کے ارشادات کی روشنی میں چند اصولی باتیں" ماہنامہ الشریعہ ج20 شمارہ4 (اپریل 2009ء)۔

کے رسول کو غیظ وغضب دلانے والی ان سودی معیشی لین دین سے ناشناسی کا نتیجہ ہیں جو دانستہ یا نادانستہ مسائل شرعیہ سے ناواقفی کی وجہ سے امت کو مسلسل سود کی دلدل میں دھکیل رہی ہیں اور ظلم کی انتہاء یہ کہ بہت سی ایسی تجارتیں اور سکیمیں سود کی نت نئی شکلوں میں رواج پذیر ہو چکی ہیں جس کا علم عوام الناس تو کیا خواص کو بھی نہیں ان تمام لین دین اور معاملات سے باخبر کرنا نہایت ضروری ہے۔ جن میں چیدہ چیدہ بنیادی باتوں کو ملاحظہ فرمائیں۔

- انگریزی میں اسلامی تمویل (فنانسنگ) کے تحت بینکنگ کی اصطلاح اور تشریح میں استعمال ہونے والے الفاظ کو عربی زبان کی فقہی اصطلاحات میں بدل دیا گیا ہے جس کے تحت Lease کو اجارہ، Bond کو صکوک، Joint Venture کو مشارکت یا شراکت اور Insurance کو تکافل اور Fine (جرمانہ) کو صدقہ کہا گیا ہے کیا یہ واقعی صحیح ہیں ان کا تحقیقی جائزہ لینا بہت ضروری ہے۔
- اسلامی تمویل اور مروجہ اسلامی بینکنگ سسٹم میں شرعی حیل وتاویلات کی درست نشاندہی اور تصدیق کر لینے کے بعد اس کے نفاذ میں حتی الوسع گنجائش کی صورت اپنائی گئی ہے کیونکہ بیسیوں ایسے مسائل واحکامات جو صدیوں سے سینکڑوں فقہی مسائل پر مشتمل ہیں جنہیں علماءِ امت وفقہاءِ دین نے اپنی دن رات کی ان تھک محنت، کثرتِ مطالعہ علم اور شرعی حیل وتاویلات کی صحیح جانچ پڑتال سے حل کیا ہے جن کی مثالیں موجودہ جدید دور میں دینی مدارس میں ضروریاتِ زندگی کے بعض ایسے معاشی مسائل حل طلب تھے جو زکوٰۃ وعشر اور نذر وصدقہ واجبی کی مد میں آئے ہوئے اموال کو دینی مقاصد کے حصول کی خاطر بطور جائز شرعی حیلہ اور تاویل کے علماء وفقہاءِ متاخرین نے اس کے استعمال کو جائز اور حسن قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان تمام شرعی حیل وتاویلات کا بنظر غائر جائزہ لینا ضروری ہے۔
- اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور بینکنگ میں اسباب تجارت (Means of Trade) یعنی اشیاء ستہ ربویہ (چھ سودی اشیاء کے لین دین) سے ہٹ کر جامد اشیاء (Solid objects) مشینیں، گاڑیاں، پراپرٹی، زمینیں، مکانات یعنی اموال غیر ربویہ کو ذریعہ تجارت اگر بنایا جائے تو مروجہ اسلامی تمویل

وبینکاری میں موجودہ پائی جانے والی بے چینی واضطرار اور عدم اعتماد فی الدین کی مضطرب فضا کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

- اسلامی تمویل (Islamic Financing mode) میں اثاثہ جات (Assets) کا فقط ظاہر کرنا کافی نہیں اور کیا ان کا اسلامی اصولِ تجارت کے تحت کاروبارِ زندگی میں عملی طور پر روزمرہ تجارتی سرگرمیوں کا حصہ بنانا ممکن نہیں۔
- غیر سودی بینکاری اور تمویل کو اگرچہ عین اسلامی تمویل یا اسلامی بینکاری تو نہیں جا سکتا لیکن اس مروجہ بینکاری اور تمویل کو جن حضرات نے حرام اور سود کہا ہے وہ باعثِ تشویش اور قابلِ تحقیق ہے چنانچہ ان کے وضع کردہ ان اصول وضوابط کے مطابق ان کے اس فتویٰ کی شرعی حیثیت کا بنظرِ غائر شرعی وفقہی اصول و قواعد اور قرآن وسنت اور آثار صحابہ وتعاملِ اہل مدینہ کی بنیاد پر جائزہ لینے کی اشد ضرورت ہے۔

اگرچہ بعض تحفظات اور تعارضات اسلامی تمویل (فنانسنگ) اور اس کے تحت غیر سودی بینکاری میں ضرور موجود ہیں جن کا غیر جانبداری سے صحیح تجزیہ پیش کیا جانا چاہیئے تا کہ جس سے امتِ مسلمہ کی موجودہ اضطراب اور بے چینی کو دور کرنے کی حتی الوسع کوشش کی جا سکے۔ عصر حاضر میں اسلامی تمویل کی بہت سی صورتیں دنیا میں رائج ہیں جن میں زیادہ تر صورتیں اسلامی بینکوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔

اسلامی تمویل کی ان رائج صورتوں کے بارے میں بہت سے اسلامی اسکالرز کا ماننا ہے کہ یہ شرعی اصولوں کے مطابق نہیں، چنانچہ وہ اس پر علمی وفقہی اشکالات پیش کرتے ہیں۔ جنہیں اسلامی تمویل (فنانسنگ) کے حوالہ سے ان سودی اشکالات کو فوکس کرنا ہو گا جو مروجہ اسلامی بینکاری (غیر سودی بینکاری) میں عام حصص (Common Shares) کا کاروبار حصص میں نفع اور نقصان کی تقسیم سے متعلق ہیں۔

تجاویز وسفارشات

- مروجہ اسلامی بینکاری کو مکمل اسلامی اصولوں پر ڈھالنے کے لئے تمویلی طریقوں یعنی مرابحہ اور اجارہ پر فقط اکتفا کرنے کی بجائے مشارکہ اور مضاربہ کے تمویلی طریقوں (موڈ آف اسلامک فنانسنگ) کو مروجہ اسلامی تمویل وبینکاری کا مکمل حصہ بنایا جائے۔
- مروجہ اسلامی بینکاری میں ملازمین کی اکثریت تعدادان اہل کاروں کی ہے جو کنوینشنل بینکوں میں مدت مدید سے کام کر چکے ہیں اسلامی تمویل سے متعلق شرعی مسائل کو نہ جاننے کی وجہ سے اپنے کلائینٹس کو مطمئن نہیں کر پاتے جس کی وجہ مروجہ اسلامی تمویل اور بینکنگ سے متعلق غلط فہمیوں اور نامکمل معلومات کے فراہم کرنے کی وجہ سے مروجہ اسلامی بینکاری پر عدم اعتماد کی فضا قائم ہو رہی ہے چنانچہ اس خطرہ کے تدارک کی خاطر ایسے ماہرینِ شریعت جو دنیائے معیشت کے علم سے بھی روشناس ہوں ان کو ہر بینک میں مستقل بنیادوں پر تعینات کیا جائے یاکم ازکم ان بینک اہلکاروں کوکسی مستند علمی اداروں یا شخصیات سے باقاعدہ اسلامک فنانس ٹریننگ کورس کرائے جائیں تاکہ ان شکوک وشبہات اور اشکالات کا شرعی ازالہ اور اسلامی تمویل (فنانسنگ)اور بینکنگ میں شرعی اصول وضوابط کی مکمل پاسداری اور نگرانی کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔
- اسلام میں قرض دینے کی اہمیت وفضیلت اور اجر صدقہ دینے سے زیادہ افضل ہے چنانچہ مروجہ اسلامی بینک اپنے کلائینٹس کو قرض دینے کا اہتمام کریں تاکہ اس قرآنی حکم کو پورا کرنے کی وجہ سے برکات حاصل ہوں اور بالفرض اس قرض کی رقموں کو ڈی ویلیو ہونے سے بچانے کی خاطر مثلی اشیاء مثلاً سونا چاندی یاڈالر کو معیار بنا کر مقروض کو قرض دیا جائے اور اسی شکل میں پھر وصول کیا جائے اور قرض کی رقموں کو قابلِ واپسی محفوظ کرنے کی خاطر مقروض سے پیشگی ضمانت اور رہن رکھوانے کا انتظام وانصرام کیا جائے تو شرعاًاس کی اجازت ہے۔

- مروجہ اسلامی بینکوں کو اول تو اپنے کلائینٹ کو قرض دینے کا اہتمام کر کے نصِ قرآن پر عمل پیرا ہونا چاہیئے بالفرض قرض کی رقم کے ڈوبنے کا خطرہ ہو تو مقروض کو قرض دینے کی بجائے اس کے اس ترقیاتی، صنعتی، زرعی، تعمیراتی شعبوں میں مضاربت یا شرکت کی بنیاد پر صنعت کار، ضرورت مند، کسان کو سرمایہ دینے کا اہتمام کرنا چاہیئے جو کہ بینک اور کلائینٹ کے درمیان ایک جائز اور حلال تجارت کا فروغ اور منافع کے حصول میں دونوں کا مفاد پورا ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔

- قرض و ادھار اور امانت وودیعت ورہن اور ضمانت و کفالت ووکالت اور ھبہ وھدیہ جیسے اصولی مبادیاتِ معیشت کا تمویل اسلامی میں صحیح نفاذ (Implementation) یقینی بنایا جائے۔

- تمویل اسلامی اور مروجہ اسلامی بینکنگ میں قبضہ و تسلیم کے اشکال کو رفع کرنے کی خاطر اس جواز پر عمل کرنے کی بجائے واضح طور پر ضمانت اور کفالت کے واضح شرعی اصولوں کے تحت وکیل بالشراء کو متفرق کیا جائے اور اس سلسلے میں بینک یا تمویلی ادارہ اس بات کو یقینی بنائے کہ ایک سودا میں دو سودوں کا بیک وقت ہونے کا اشتباہ اور اشکال باقی نہ رہے۔

- بینک یا مالیاتی ادارہ اس بات کا اہتمام کرے کہ وکیل بالشراء جو بینک یا مالیاتی ادارہ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے اس کی خریداری کے رسک (نقصان) کو بینک اپنے ذمہ لے اور جس چیز کو بینک کی طرف سے بحیثیت وکیل بالشراء خریدا گیا ہے پھر اس چیز کو از سر نو بینک اور وکیل بالشراء اپنی مرضی سے ایجاب وقبول کریں تاکہ سود کے ادنیٰ شک سے بھی بچا جاسکے۔

- "سیکورٹی ڈیپازٹ" یعنی زرضمانت اور "ڈپازٹ انشورنس اسکیم" کو محفوظ بنیادوں پر فعال بنایا جائے کہ جس میں یہ بات بھی شامل ہو کہ اسلامی بینکوں میں رکھی گئی امانتوں کا احاطہ کرنے کے لئے شریعت کے مطابق قوانین مرتب کئے جائیں اور اس میں کسی قسم کا معمولی غیر شرعی عنصر نہ پایا جائے۔

- التزام صدقہ کی بجائے رہن یا قابل واپسی بصورت قرض یا امانت جرمانہ عائد کیا جائے تا کہ کسی قسم کے ادنیٰ سود کے حصول وصول سے بھی بچا جا سکے۔ اور اس رقم کو بھی بصورت قرض اپنے استعمال میں لایا جا سکے۔
- کسی مستقرض کو قرض دینے کی صورت میں مقدار قرض پر پرسینٹیج مقرر کرنے کی بجائے عرف کے تحت جو اجرتِ مثل یعنی اجرتِ خدمہ (Service Charges) عرف میں مقرر ہوں، بینک کی طرف سے اس اجرتِ مثل کی اماؤنٹ کو فکسڈ مقرر کیا جائے۔
- SDR جیسی مصنوعی تخلیق زر کے ذرائع و وسائل سے کرنسیوں سے ملتی جلتی ڈیجیٹل کرنسیاں اور مختلف تجارتیں اور سکیمیں وجود میں آئیں جو ابھی تک مسلسل روبہ ترقی یا روبہ زوال ہیں چنانچہ حکومتِ وقت کو چاہیئے کہ تخلیق زر کے ان اثاثوں کو حقیقی شکل میں وجود میں لایا جائے یا ان پر پابندی عائد کر دی جائے۔
- اسلامی بینکاری کے شعبے میں اسلامی معیشت کو مکمل استحکام دینے کی خاطر جدید مسائل سے نمٹنے کے لئے موزوں قانونی فریم ورک تشکیل دیا جائے۔
- اسلامی بینکاری کے اسٹریٹیجک منصوبے پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے ہر قسم کی شخصی کوتاہیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔
- اسلامی مالیات (مالیات کی وصولی اور فراہمی، دونوں) کو قابل ذکر بنانے کی غرض سے طویل مدتی حکمت عملی پر عمل درآمد کرنا اور اس کے لئے مالیات کے شراکتی طریقوں کو فروغ دیا جائے۔
- اسلامی مالیاتی خدمات میں علم اور استعداد میں اضافہ کرتے ہوئے ماہرین شریعت کی تقرری اور اس عمل کی نگرانی میں بینک ملازمین اور اراکین کو مکمل اسلامی فنانسنگ سے آگاہی کرائی جائے
- ایک اسلامی بین البنوک منڈی تشکیل دی جائے تا کہ بین المالک اسلامی بنوک کے درمیان مشاورت اور انتظامی تبادلہ و مراسلہ کو یقینی بنایا جا سکے۔

- اسلامی مالیات میں سینٹرز آف ایکسی لینس کے ادارہ کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ اسلامی مالیاتی اداروں اور مروجہ اسلامی بینکوں کے آئے دن روز افزوں اداروں کے قیام کی حقیقی جانچ پڑتال کی جاسکے تاکہ کوئی نام نہاد اسلامی بینک فقط نام کی حد تک امت مسلمہ کو دھوکہ نہ دے سکے اور اس پر کڑی نگرانی کرنے کے لئے بورڈ تشکیل دیا جائے۔
- کنوینشنل بینکوں اور سودی اداروں کو مروجہ اسلامی بینک اور اسلامی مالیاتی ادارے اپنی روز افزوں ترقی کی پراگرس سے روشناس کرائیں اور اس سلسلے میں باقائدہ مشترکہ سیمینار منعقد کئے جائیں اور انہیں قائل کیا جائے کہ اسلامی بینکاری اور اسلامی مالیاتی اداروں کی روز بروز ترقی اور خوشحالی کا راز فقط اسلامی اصولِ معیشت کے اندر رہے۔
- بینک اہل کاروں کو اور بالخصوص فیمیل سٹاف کو اسلامی وضع وقطع کا پابند کیا جائے تاکہ اسلامی معیشت میں ظاہری و باطنی طہارت کا نفاذ ممکن ہو سکے۔